میری روح میں اتر زرا

از عنایہ احمد

میری روح میں اتر زرا

از عنایہ احمد

قسط نمبر: ۱۱

بی جان کو ہوش آگیا تھا۔مگر ڈاکٹرز نے انکو ٹینشن سے دور رہنے کو بولا تھا کیونکہ انکا بی پی بگڑ جانا تھا جس سے انکی حالت خراب ہونے کا خدشہ تھا کچھ عمر کا بھی تقاضہ تھا ۔مگر بی جان کو تو ایک پل کو سکون نہ مل رہا تھا ۔

"مجتبی میری رباب۔میری شہزادی ۔۔"بی جان کو رباب کا یوں رد کیا جانا چین نہ لینے دے رہا تھا۔اب بھی جب مجتبی صاحب ان سے ملنے آئے تو انکی زبان پہ ایک ہی بات تھی۔

"بی جان سب ٹھیک ہو جائے گا ۔آپ بس جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ۔پھر ہم مل کے آپ کی شہزادی کے لیے شہزادہ ڈھونڈ لے گے ۔"مجتبی صاحب نے نم آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے بی جان کا کمزور ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا تھا۔

"مجتبی مجھے گلریز ملک کے بیٹے شہروز کے نکاح سے پہلے اپنی رباب کو رخصت کرنا ہے تاکہ میں اسکو دیکھا سکوں کہ میری پوتی ارزاں نہیں۔ اگر اسنے ٹھکرا دیا تو اس کی یہ بد نصیبی ہے۔ مجھے اس ہفتے ہی رباب کو رخصت کرنا ہے ورنہ پوری برادری ہنسے گی۔۔۔ میری بچی کو کم سمجھے گی۔ سو باتیں بنائیں گے کہ نا جانے جواب کی کیا وجہ تھی۔۔۔" بی جان باضد تھی۔ مجتبی صاحب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے انکو سمجھائے۔

"بی جان وہ سب بھی ٹھیک ہے۔ اب جلدی سے گھر آجائیں ٹھیک ہو کے پھر دیکھتے ہیں۔ اب آرام کریں۔ زیادہ بولیں مت۔" مجتبی صاحب نے انکی پیشانی پہ بوسہ لیا تھا۔

"نہیں مجتبی مجھے بہلاؤ مت۔۔ میری سانسوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔" بی جان رنجیدہ ہوئی۔

"ایسی باتیں مت کریں بی جان۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ آپ دعا کریں بس خدا سے کہ سب ٹھیک ہو جائے۔" مجتبی صاحب اس وقت خود کو بے بس محسوس کر رہے تھے۔

یہ ایک تنگ و تاریک گلی میں رات کا منظر تھا۔ سامنے ایک بوسیدہ سا گھر بنا ہوا تھا ۔جس میں ایک اکلوتا کمرہ تھا ۔اور ساتھ ایک چند فٹ پہ مشتمل واش روم تھا جس پہ چھت کے نام پہ اسکو چند لکڑیوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ایک لکڑی کا پرانا سا دروازہ لگا ہوا تھا ۔

چھوٹے سے صحن سے گزار کے وہ اپنے آدمیوں سے ساتھ اندر داخل ہوا تھا جہاں سے بلب کی پیلی روشنی دروازے کے نیچے بنی جگہ سے باہر آ رہی تھی ساتھ ہی کسی نسوانی چیخوں کی آوازیں بھی آ رہی تھی۔اسنے اپنا چہرہ بلیک ماسک سے ڈھانپ رکھا تھا ۔اور ایک زوردار کک سے سامنے دروازے کو ٹھوکریں ماری تھیں جس سے دروازہ ٹوٹ کے گر چکا تھا اندر کا منظر کچھ یوں تھا۔۔لڑکی کے منہ پہ سرہانہ رکھا ہوا تھا اور گلے میں کپڑے کا پھندہ تھا۔وہ چارپائی پہ لیٹی ہوئی تھی اسکا ہاتھ چارپائی سے نیچے ڈھلک رہا تھا۔وہ اسکی حالت پہ آنکھیں بھینچتا آگے بڑھا اور دائیں بائیں کھڑے اس

لڑکے کے باپ اور بھائی پہ جھپٹا جو کہنے کو تو اسکے محافظ تھے مگر آج خود اسکو جان سے مارنے پہ درپے تھے۔

"تم جیسے مردوں کو جینے کا حق نہیں ہے۔" وہ کہتا ہوا ان پہ ٹوٹ پڑا تھا۔اب وہ دونوں اس کے رحم و کرم پہ گرے مار کھا رہے تھے۔

"تم مجھے ملک کے آدمی لگ رہے ہو۔دیکھو ہاتھ جوڑتا ہوں تمہارے سامنے جاؤ یہاں سے۔آج اس لڑکی کو جان سے ختم کر لینے دو ورنہ وہ شاہ ہم لوگوں کو ختم کر دیں گے۔ہم غریب آدمی ہیں رحم کرو۔" بوڑھا آدمی اب سسکا تھا۔اب اسکا اٹھا ہوا ہاتھ رکا اور اس بوڑھے کو ہاتھ بڑھا کے اپنے مقابل کھڑا کیا تھا۔

"اپنی جان کی خاطر اپنی بے بس معصوم بچی کی جان لے رہے ہو۔اسکا بھلا کیا قصور اس سب میں۔وہ تو خود ان ظالموں کی بھینٹ چڑھی ہے۔اب جب کہ وہ انکے خلاف بیان دینے لگی ہے تو تم لوگ اسکو ہی ختم کر رہے ہو۔" وہ ماسک پہنے ہوئے ہی چیخا تھا۔

"تو کیا کریں ہم پھر۔میں ایک ٹھیلا لگاتا ہوں تاکہ دو وقت کی روٹی کھا سکوں ۔مگر جس دن سے شاہوں کو پتہ لگ گیا تھا کہ ثریا۔ انکے خلاف کورٹ میں جا کے بیان دے گی اس دن اسکا بیٹا آیا اور میرا ٹھیلا تباہ کر گیا تھا۔اور یہ دیکھو میرے جسم پہ نشان زخموں کے۔۔۔اور یہ دیکھو میرے بیٹے کو بھی پیٹا ہے اسکو بھی جان سے مارنے کی دھمکی دی ہے۔ہم غریب لوگ انکا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔۔" وہ بوڑھا آدمی بولا تھا۔

"مرد بن کے حالات کا مقابلہ کرو یوں کسی کی جان لینے کا کیا حق ہے تم لوگوں کو۔۔آئندہ مجھے اگر اس کے آس پاس بھی نظر آئے تو اس سے پہلے تم دونوں باپ بیٹا جان سے جاؤ گے۔اٹھاؤ اس لڑکی کو عزت سے اور گاڑی میں ڈالو۔" وہ بولا تھا اور غصے سے کہتا آگے بڑھ گیا۔

ملک صاحب کو اسکے بندوں نے اطلاع دے دی تھا کہ جس جگہ ثریا کو رکھا تھا وہ اب وہاں نہ تھی۔ارتضی کے اندازے کے مطابق اسکو اسکے بھائی اور باپ کے علاوہ کوئی نہیں لے جا سکتا کیونکہ ان دنوں کو ان ٹھکانے کا پتہ

تھا کیونکہ جب وہ اسکو چھوڑ کے گئے تھے تب ہی وہ ڈرے ہوئے تھے وہ بس ملک صاحب کی باتوں میں آ کے چھوڑ تو گئے تھے مگر جب شاہوں نے انکو ڈرایا دھمکایا تو ثریا کو لے گئے تھے اب اسکو جان سے مار کے قصہ ہی ختم کرنا چاہتے تھے مگر ارتضی اور ملک صاحب جب بندوں نے وقت پہ پہنچ کے اسکو بچا لیا تھا۔

"بہت شکریہ بیٹا۔اس دفعہ پھر تم نے بہت مدد کی ہے میری۔" مجتبی صاحب نے ارتضی کو کہا تھا۔بی جان ابھی ہاسپٹل ہی تھیں۔ڈاکٹرز نے ڈسچارج کیا تھا مگر اچانک ہی انکا بی پی لو ہو گیا تھا۔پھر انکو انڈر ابزرویشنز رکھا گیا تھا۔بی پی کبھی لو ہو جاتا تھا تو کبھی ہائی۔

"ارے انکل شرمندہ مت کریں یوں کہہ کے آپ۔آرب کا فون آیا تھا وہ پوچھ رہا تھا بی جان کا کافی پریشان تھا میں اسکو تسلی تو دی کہ وہ پریشان نہ ہو۔صرف آپکی قسم کی وجہ سے وہ پاکستان نہین آ رہا۔ورنہ بہت مجبور بیٹھا ہے وہاں۔" ارتضی نے کہا تھا۔

"اندازہ ہے مجھے کہ وہ پریشان ہو گا مگر ارتضی میں مجبور ہوں اور خوفزدہ بھی ۔اسکی حفاظت کی خاطر اسکو نہیں بلا رہا یہاں ۔باپ ہو ناں ۔کیا کروں ۔"مجتبی صاحب نے تھکے انداز میں کہا تھا۔

"فکر نہ کریں آپ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بس زرا سی آزمائش پڑی ہے۔صبر کا اجر دے گی خدا کی ذات ۔"ارتضی نے ملک صاحب کو دلاسہ دیا تھا۔

"وہ ارتضی تم سے ایک بات کرنی تھی ۔"مجتبی ملک نے پرسوچ انداز میں کہا تھا۔

"جی انکل بولیں ۔"ارتضی انکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"تمہیں پتہ تو ہے بیٹا کہ رباب بیٹی کے رشتے سے انکار کر دیا گیا ہے ۔اب کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں تم سے ۔بی جان کا اس بات پہ اصرار ہے کہ وہ اس ہفتے کے اندر اندر رباب کی شادی کرنا چاہتی ہے ۔کافی رشتے دیکھ چکا ہوں میں مگر سب کی طرف سے ایک ہی جواب ہے کہ باقی سب تو ٹھیک

ہے مگر دشمنی ۔ عجیب دوراہے پہ آن کھڑا ہو گیا ہوں میں ۔" مجتبی صاحب نے شکستہ لہجے میں کہا اور چپ ہوئے ۔

"انکل حوصلہ کریں ۔ سب اچھا اچھا ہو جائے گا۔" ارتضی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کن الفاظ میں تسلی دے ملک صاحب کو ۔

"اب ایک پرپوزل آیا ہے مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ۔ وہ ایم این اے وقار عباس کا بیٹا ہے ۔ رباب بی جان کی ضد اور حالت کے پیش نظر ہاں کر چکی ہے ۔ بی جان کو ہم بتا نہیں سکتے کہ کیا حالات ہیں کیونکہ انکی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ کوئی ٹینشن لے سکے ۔ وہ لوگ کل رباب کو دیکھنے آ رہے ہیں ۔ میں چاہ رہا ہوں کہ تم اس لڑکے کے بارے میں پوچھ تاچھ کر لو۔" ملک صاحب کی بات پہ ارتضی کے اعصاب تن گئے تھے ۔ کیونکہ ایم این کے لڑکے کے بارے میں وہ بخوبی واقف تھا۔

"جی بہتر۔" ارتضی نے ملک صاحب کو مزید پریشانی سے بچانے کی خاطر کہا تھا۔ مگر اسکا دماغ کچھ پلان بُن رہا تھا۔

--

رباب بی جان کے پاس تھی۔ارتضی بھی جلا بھنا ہاسپٹل پہنچا تھا تاکہ رباب بی بی کے مزاج درست کر سکے۔اس سے پہلے کہ وہ اندر داخل ہوتا رباب کسی کام سے باہر نکلتی نظر آئی تو اسکو جا لیا۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں۔"ارتضی نے سلام دعا کئے بغیر کڑے تیوروں سے استفسار کیا تھا۔

"کیا سن رہے ہیں آپ؟؟اور ویسے بھی یہ آپکو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ کیا سن رہے ہیں۔کیونکہ آپکے کان ہیں۔مجھے بھلا کیسے پتہ ہو گا۔"رباب کی طرف سے تسلی بھرا جواب موصول ہوا تھا۔

"کبھی سنجیدہ بھی ہو جایا کرو۔زندگی مذاق نہیں ہے۔"ارتضی جھنجھلایا۔

"میری سنجیدگی آپ افورڈ نہیں کر پائے گے۔"رباب اترائی۔

"اتنی تم مس ورلڈ نہ بنو۔"ارتضی نے گھورا تھا۔

"وہ تو میں ہوں ۔بننے کی مجھے بھلا کیا ضرورت ہے۔" رباب کو اسکے مزاج کی سمجھ نہیں تھی آرہی بھلا اتنا غصہ کیوں ہو رہا ہے۔

"میرے خیال میں کام کی بات کر لی جائے ۔آپکی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا وقت نہیں ہے میرے پاس ابھی۔" ارتضی طنز کیا تھا ۔جس پہ رباب بھپری ۔

"آپ۔۔" رباب چلائی ۔

"صبح ایم این اے کے بیٹے کے لیے اسکے گھر والے تمہیں دیکھنے آرہے ہیں ۔تو اس لڑکے کے کردار اور چال چلن کا بھی تمہیں بخوبی علم ہو گا ۔تو اس ہاں کی وجہ پوچھ سکتا ہوں ۔" ارتضی نے دانت پیستے ہوئے پوچھا تھا۔

"پہلی بات یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔دوسری بات میں آپکو بتانے کی پابند نہیں ہوں ۔اور آخری اور تیسری بات میں کیوں بتاؤں آپکو۔" رباب نے بھی دوبدو کہا تھا۔ارتضی نے اسکو گھورا تھا۔

"میں بلکل سنجیدہ ہو رباب۔مجھے جواب چاہیے ۔" ارتضی نے اونچی آواز میں کہا تھا ۔رباب کو بھی غصہ آیا ۔

"تو سن لیں ۔مجھے یہ فیصلہ ہر حال میں لینا ہے ۔مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کون ہے ؟؟کیسا ہے؟؟مجھے بس اپنی بی جان کی جان عزیز ہے۔" رباب کی آواز رندھ گئی ۔ارتضی کو بھی بے اختیار اس پہ ترس آیا ۔کہاں وہ زندگی سے بھرپور لڑکی تھی اور اب کیسے خود کی زندگی کو داؤ پہ لگا رہی ہے۔

"دیکھو رباب میں سمجھ سکتا ہوں ۔مگر یہ کوئی حل تو نہ ہوا۔ہم بی جان کو کچھ وقت کے لیے بہلا سکتے ہیں ۔وہ اچھا لڑکا نہیں ہے ۔" ارتضی نے اسے سمجھانے کی خاطر اپنا لہجہ نرم بنایا تھا۔اس پل اسکا دل عجیب سا احساس لئے اس لڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔رباب کامنی سی لڑکی جو شکستہ سے انداز میں اسکے سامنے کھڑی تھی۔

"کوئی حل نہیں ہے ۔۔۔اب بات کھلی ہے تو پوری سن لیں ۔اب تک کئی پرپوزل آ چکے ہیں سبکے سامنے میں سج سنور کے گئی ہوں ۔۔۔مگر ۔۔۔مجھے رد کیا گیا ۔کیونکہ ۔۔۔کیونکہ میرے بابا نے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔جو ان سمیت ہم سب کا ناکردہ جرم بنادیا گیا ہے۔تو اب میری

خیال میں ہم اور ایم این اے کے بگڑے ہوئے لڑکے کا جوڑ بلکل ٹھیک ہے لوگوں کی نظر میں ۔"رباب کی نے نم لہجے میں کہا تھا اسکی آواز میں ایک تکلیف تھی جو ارتضی کو محسوس ہو رہی تھی۔

"تو اسلئیے بہتر ہے کہ آپ کو اگر میرے بابا نے اس معاملے میں آنے کا بولا ہے تو مت آئے ۔جو جیسا چل رہا ہے چلنے دیں ۔مہربانی ہو گی آپکی ۔خداحافظ ۔"رباب کہتی ارتضی کے پاس سے گزر گئی تھی۔ارتضی کو ایک عجیب سا احساس بے چین کر گیا تھا۔وہ رنجیدہ سا وہی کھڑا رہ گیا تھا۔

"اگر میں آج تم سے کچھ مانگوں تو مجھے دو گے؟؟اپنی ماں کی جگہ رکھ کے مجھے میری بات سننا۔"ارتضی اس آواز کے تعاقب میں پیچھے مڑا تھا تو سحرش بیگم کا چہرہ نظر آیا تھا۔وہ اچھی طرح سے ارتضی کے چہرے اور لہجے کا اتار چڑھاؤ سن رہی تھی اور سمجھ بھی۔

"جی ۔جو میرے اختیار میں ہو گا میں کروں گا۔"ارتضی نے ایک نظر سحرش بیگم کو دیکھ کے کہا تھا۔جو ایسے لگ رہا تھا کہ کسی فیصلے پہ پہنچ چکی ہیں ۔

"رباب کو اپنا لو۔" سحرش نے کہا تھا۔مگر ان الفاظ نے ارتضی پہ بم پھوڑا تھا۔وہ بے یقینی سے سحرش بیگم کو دیکھ رہا تھا۔جو آنکھوں میں نرمی لئے ارتضی کو دیکھ رہی تھی۔

ارباز واپس جا چکا تھا۔عناب بھی کافی حد تک بہتر ہو گئی تھی۔مگر ابھی آفس نہیں جا رہی تھی۔ادھر آرب کچھ بی جان کی وجہ سے ٹینشن میں تھا کچھ عناب سے اس دن والی منہ ماری کی وجہ سے وہ جھنجھلایا ہوا تھا۔جسکی وجہ سے آجکل وہ انتہائی غصے میں رہتا تھا اور اسکے غصے کا شکار سارا آفس ہو رہا تھا۔دیبا ساری رپورٹ عناب کو آفس سے واپسی پہ دیتی تھی کہ آج کس کس کی درگت بنی باس کے ہاتھوں۔

ابھی بھی عناب ٹی وی کے آگے بیٹھی ہوئی تھی مگر ذہن کہی اور ہی تھا جب اسکا موبائل بج اٹھا تھا۔

اسنے دیکھے بغیر فون کان کو لگایا تھا۔تو آواز پہ اچھل پڑی۔

"اسلام علیکم !محترمہ اگر آپ بھول گئی ہیں تو میں یاد دلا دیتا ہوں کہ آپ ایک نوکری کر رہی ہیں ۔ پچھلا پورا ماہ آپ چھٹیوں میں گزار چکی ہیں ۔ اگر آپکو زحمت نہ ہو تو اپنی مصروف روٹین سے وقت نکال کے آفس تشریف لے آئے ۔"آرب نے بھگو بھگو کے لفظوں کے تیر اچھالے تھے ۔عناب محض پیچ و تاب کھا کے رہ گئی ۔

"اب جواب بھی دیں گی محترمہ کہ نہیں ۔باقیوں کے ساتھ تو بہت خوشگوار مزاج ہوتے ہیں آپکے۔"ایک اور طنز آیا تھا آرب کی طرف سے۔

"آپ موقع دیں گے تو میں بولوں گی ناں ۔۔۔"عناب منمنائی ۔دوسری طرف آرب عش عش کر اٹھا تھا اسکے جواب پہ۔

"جی اب میں منتظر ہوں آپکے جواب کا ۔بولیں ۔"ایک پل کی خاموشی کے بعد آرب بولا ۔

"پہلی بات تو یہ کہ ایک ماہ نہیں صرف ڈیڑھ ہفتہ ۔اور مجھے اپنے فرائض بھولے نہیں اچھے سے یاد ہیں ۔میں جلد ہی آفس آجاؤں گی۔"عناب نے دبی دبی آواز میں جواب دیا تھا۔

"چلیں یہ تو آپکا احسان ہوا جو آپکو یاد ہے۔" آرب نے کہا تھا۔آجکل وہ خود بھی اپنے مزاج کے بدلتے رنگوں کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

"اس میں اتنی بری طرح بات کرنی کی کیا ضرورت ہے بھلا۔آپ کا آفس ہے اگر دل کرے تو نکال دیں آپ۔اور ویسے بھی اس دن خود ہی بکے ڈسٹ بن میں پھینک گئے تھے اور کارڈ بھی پھاڑ کے پھینک گئے تھے ۔" عناب نے حوصلہ کر کے بلآخر بول دیا ۔

"بری طرح بات۔۔وہ بھی میں ۔ہرگز نہیں ۔محترمہ شاید آپکو اپنا رویہ بھول گیا ہے تبھی مجھے کہہ رہی ہیں ۔میں اپنی آنکھوں سے اپنے بھیجے گئے پھولوں کا حال ملاحظہ کر چکا ہوں ۔کیسے وہ پھینکے گئے تھے۔اب اتنا تو میرا بھی بنتا تھا ناں ۔" آرب آج سارے حساب کتاب کے موڈ میں تھا۔

"میری بات کا تو آپ نے یقین کرنا ہی نہیں ہے ناں ۔" عناب نے جھٹ کہا تھا۔

"تم نے یقین دلایا ہی کب ہے بھلا ۔" آرب نے اسکے ہی لہجے میں کہا ۔

"آپ خود سے ہی باتیں فرض کر لیتے ہیں ۔ اور پھر اسکو ہی سچ سمجھ کے اس پہ ڈٹے رہتے ہیں ۔ خیر میں کل سے آفس آ جاؤں گی۔ تو اب آپکو جو بلا وجہ ڈانٹنے کے لیے فون کرنے کی زحمت اٹھانی پڑی کل سے وہ نہیں ہو گی ۔آپ براہ راست ڈانٹ سکتے ہیں ۔" عناب نے اس دن والی آفس میں ڈانٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا۔ آرب کو عناب کی بات بری طرح چبھی تھی۔

"عناب۔۔" آرب نے اسکو بے اختیار ٹوکا تھا۔

"دیکھو عناب ۔ کل سے آفس آؤ ۔ گھر میں فارغ رہ رہ کے تمہارے دماغ میں چربی چڑھ گئی ہے ۔ کل ملاقات ہوتی ہے ۔ خدا حافظ ۔" آرب نے کہتے کھٹاک سے فون بند کر دیا تھا۔ اپنی آواز میں سختی کا اندازہ ہوا تو ہونٹ بھینچ لئے ۔ اور اپنی دو انگلیوں سے ماتھے کو مسلا ۔ اور گہرا سانس لے کے خود کو نارمل کیا ۔ یہ لڑکی آرب کے لیے عجیب مسائل کھڑے کر رہی تھی مگر وہ مسائل اسکی ذاتی تھے۔ وہ پچھلے دنوں سے بی جان اور عناب دونوں کی

وجہ سے عجیب ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔کوئی سرا ہاتھ نہ آرہا تھا۔ایک بے چینی نے اسکے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔

--

حمدان اور مناہل کا یونی میں آمنا سامنا نہ ہوا تھا ۔اور نہ ہی حمدان ایسا چاہ رہا تھا۔اس بار مناہل نے اسکی محبت کو گالی دی تھی جو اسے کسی صورت قبول نہ تھی۔حمدان نے اسکو دل سے چاہا تھا۔مگر مناہل کی آنکھوں پہ بندھی شک کی پٹی سے سب کچھ دھندلا گیا تھا۔

اب بھی وہ ماہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔زین شاہ آج یونی نہیں آیا تھا۔

اب وہ ماہم پہ برس رہا تھا۔

"آخر اس زین شاہ کو پتہ کیسے لگا کہ مناہل ادھر گئی تھی۔"حمدان نے غصیلے آواز میں کہا تھا۔

"مجھے بھلا کیا پتہ ہو گا۔"ماہم منمنائی ۔وہ حمدان کے غصے سے ڈر گئی تھی۔

"مسز سعید کے کہنے پہ میں صرف اس زین کو معاف کیا ہے۔ورنہ اسکو وہ حال کرتا کہ وہ دیکھتا رہ جاتا۔"حمدان کسی بھوکے شیر کی طرح غرایا۔

"آخر تم اس مناہل جیسی لڑکی کے لیے کیوں پرائی لڑائی میں کود رہے ہو۔"ماہم چڑی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا مناہل جیسی لڑکی سے۔ہاں۔۔"حمدان نے اب کے ماہم کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"مطلب کیا۔سیدھی سی بات ہے وہ دو ٹکے کی مڈل کلاس مناہل ہی کیوں ہر وقت تمہارے حواسوں پہ سوار رہنے لگ گئی ہے۔ایسا بھی کیا اس لڑکی میں۔وہ دو ٹکے۔۔"ماہم اب غصے سے بولی مگر حمدان کے غصے نے اسکو بیچ میں ٹوک دیا تھا۔

"خبردار اگر تم نے مناہل کے بارے میں ایک لفظ بھی بولا تو۔میں بھول جاؤں گا کہ تم میری دوست ہو۔اس میں ایسا کیا ہے کیا نہیں۔اس سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔آئندہ میں تمہارے منہ سے اگر مناہل کے لیے کچھ برا سنا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سمجھی تم۔"حمدان نے

ماہم کا سختی سے جکڑا بازو چھوڑا اور آگے بڑھ گیا تھا۔ماہم ہکی بکی اسکا یہ روپ دیکھ کے مناہل سے اور بدظن ہو گئی تھی۔

"دیکھ لوں گی میں اس مناہل کو بھی۔بڑی بنی پھرتی ہے ناں ۔ حمدان تم نے مناہل کو مجھ پہ فوقیت دے کے اچھا نہیں کیا ۔"ماہم بڑبڑائی تھی ۔اور اسکی آنکھوں سے بدلے کی آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

--

اس بات پہ پہلے تو سب بھونچلا گئے تھے مگر پھر سب خوشی خوشی تیاریوں میں جُت گئے تھے۔ارتضی کی والدہ ملک ہاؤس رباب کا ہاتھ مانگنے جا پہنچی تھی تو بی جان جی اٹھی تھی جیسے ۔اسی ہفتے کو دونوں کا نکاح اور رخصتی طے ہوئی تھی ۔رباب کا تو مانو برا حال ہو گیا تھا۔سب کو سمجھا سمجھا کے کہ یہ سب کیسے ممکن ہے ؟؟ایسا نہیں ہوتا ۔۔

مگر سب اسکو پیار بھری ڈانٹ سنا کے خاموش کروا دیتے تھے۔تو رباب نے بھی چپ سادھ لی تھی۔

آرب کو یہ خبر سننے کو ملی تو جہاں اسکو خوشی ہوئی وہاں اسکو بہن کی رخصتی میں شامل نہ ہونے کا غم بھی تھا۔مگر ارتضی جیسا انسان اسکی بہن کی زندگی میں شامل ہونے جا رہا تھا جس پہ وہ جتنا خوش ہوتا اتنا کم تھا۔

"رباب اس منحوس موبائل کو چھوڑ دو اپنے ہاتھ سے ۔ورنہ میں اسکو آگ لگا دونگی ۔کیا گھسی رہتی ہوں ہر وقت اس میں ۔شادی ہے تمہاری ۔اور خود کا حال دیکھ لو زرا ۔"بی جان کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔بلکہ وہ خود بضد تھی کہ انکو گھر جانا ہے۔اب پوتی کے سرہانے بیٹھی ہوئی اسکو لتاڑ رہی تھیں جو اپنی شادی کے لیے لئے نکالے جانے زیورات پہ نظر ڈالنا گوارا نہ کر رہی تھی۔

"شادی کے دوسری دن کے لیے جوڑا ہی دیکھ رہی ہوں ۔جو آپکے داماد جی لے کے دیں گے مجھے۔ڈیزائنر جوڑا ہے ۔پورے دس لاکھ کا ۔بہت شوق ہو رہا تھا ناں شادی کا ۔کریں زرا اب شادی رو لنمبز ٹوئنٹی ٹو سے۔"رباب نے جلے بھنے انداز میں کہا تھا۔

"باولی ہو گئی ہو تم ۔ اتنا مہنگا جوڑا ۔ ہم نے کیا کرنا ہے بھلا ۔چند گھنٹے کی خاطر تو پہننا ہے ۔توبہ توبہ یہ آجکل کی نسل کو پتہ نہیں کیا ہوتا جا رہا ہے۔ خبردار اگر تم نے میرے بھولے بھالے بچے سے ایسی الٹی سیدھی فرمائش بھی کی تو ۔"بی جان نے فٹ سے رباب کو کہا تھا۔

"ہونہہ۔کہہ تو یوں رہی ہیں جیسے آپکا بھولا بھالا بچہ میرے لیے واقعی ہی خرید کے لادیں گے ۔فکر نہ کریں وہ بھی ارتضی حیدر ہیں خیر سے ۔"رباب نے ناگواری سے کہا تھا۔

"اے لڑکی اپنا لب و لہجہ درست کر لو زرا تم ۔ہونے والا مجازی خدا ہے وہ تمہارا۔"بی جان نے رباب کو ڈپٹا تھا۔

"بی جان کہاں گئی آپکی وہ باتیں کہ میری شہزادی کے لیے شہزادہ آئے گا ۔کہاں ہے شہزادہ بھلا ۔وہ صرف باتیں تھیں کیا آپکی۔"رباب اب کے روہانسی ہوئی تھی بی جان مسکرا اٹھی تھی۔

"میری جان تو وہ شہزادہ ہی ہے ۔شہزادوں کی سی آن بان ہے ارتضی کی ۔تابعدار ،فرمانبردار اور عزت کرنے والا بچہ ہے ۔ہر وصف موجود ہے اس

میں ۔خدا نے ارتضی کے روپ میں شہزادہ ہی بھیجا ہے میری شہزادی کے لیے ۔"بی جان نے رباب کا چہرہ ایک ہاتھ سے بلند کر کے اسکا منہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا تھا۔آنکھوں میں نمی تھی دونوں کے ۔گھر کے دہلیز پار کرنا آسان تو نہیں ہوتا ۔اور نہ ہی اپنا جگر گوشہ پال پوس کے کسی اور کے حوالے کرنا آسان ہوتا ہے۔

رباب کو ماحول کی سنجیدگی کا احساس ہوا تھا تو بولی تھی۔

"ہاں اور جب بولتے ہیں تو منہ سے شہد کی جگہ زہر ٹپکتا ہے ۔جلاد اور ہٹلر کو بھی پیچھے چھوڑ دیتے ہیں آپکے شہزادے صاحب ۔beast لگتے ہیں پورے ۔"رباب نے کہا تھا۔

"اسلام علیکم بی جان ۔"ارتضی کی رعب دار آواز رباب کے کانوں میں پڑی تو ہمیشہ کی طرح آج بھی غلط موقع پہ بولنے پہ رباب نے خود کو ہزار بار لتاڑا تھا۔ارتضی صاحب اندر آتے ہوئے یقیناً اپنی ہونے والی زوجہ کی گفتگو سے مستفید ہو چکے تھے ۔

"وعلیکم اسلام ۔کیسا ہے میرا بچہ ۔آؤ آؤ ابھی تمہاری باتیں ہی ہو رہی تھی۔"بی جان نے ارتضی کو دیکھ کے خوش ہوتے کہا تھا۔

"جی بی جان سن چکا ہوں میں ۔"ارتضی نے کہا تھا۔تو رباب جو ہلکے پیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی بالوں کو بھی بے دھیانی سے باندھا گیا تھا۔بے اختیار اپنا سر گھٹنوں میں رکھ کے منہ چھپا گئی تھی۔

تبھی بی جان کے پاس پڑا فون بجا تھا تو وہ ادھر متوجہ ہو گئی تھی۔ارتضی ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگز رکھنے جھکا تو بولا تھا۔

"اگر منہ کھولنے سے پہلے سوچ لیا جائے رولمنبر ٹوئنٹی ٹو تو یوں منہ چھپانا نہ پڑے ۔"ارتضی کا کندھا رباب کے کندھے سے مس ہوا اور آواز رباب کے کانوں سے ٹکرائے تو وہ لرز اٹھی تھی مگر سر نہ اٹھا ۔

"یہ انسان شادی کے بعد بھی مجھے رولمنبر ٹوئٹی ٹو ہی کہہ کے مخاطب کیا کرے گا ۔"رباب نے بے اختیار سوچا پھر خود کو لتاڑا تھا اس سوچ پہ ۔

تبھی کچن سے نکلتی حمیدہ اور بلقیس بیگم کی نظر ارتضی پہ پڑی تھی ۔تو بلقیس بیگم مسکراتی ہوئی اس طرف آئیں تھیں ۔ارتضی نے سلام کیا تھا۔

"ارے بیٹھو بیٹا۔کھڑے کیوں ہو۔"بلقیس بیگم نے کہا تھا۔ساتھ ہی خونخوار نظروں سے رباب کو گھورا تھا جس کو مہمان نوازی کی الف ب بھی نہ پتہ تھی۔خود ریلکس سی گھٹنوں میں سر دئیے بیٹھی تھی۔اور وہ سر پہ کھڑا تھا۔

"جی آنٹی۔"ارتضی نے کہا اور ساتھ ہی سامنے بیٹھ گیا۔

"ارے ہماری رباب بی بی کو شرم آرہی ہے اپنے ہونے والے میاں سے۔دیکھو تو سہی زرا کیسے منہ چھپا کے بیٹھی ہیں۔اور ارتضی باؤ آپ ملاقات کے بہانے سے آئے ہیں کیا۔"حمیدہ نے ہنستے ہوئے دونوں سے کہا تھا۔ارتضی اپنی جگہ کھجل ہو گیا تھا۔تو رباب نے اس شرم والے الزام پہ بے اختیار سر اٹھایا تھا۔

"حمیدہ بی مجھے کیوں شرم آنی ہے بھلا۔میں کیوں شرمانے لگی۔"رباب نے تڑخ کے کہا تھا۔ساتھ ہی نظر ارتضی پہ پڑی جو رباب کے چہرے پہ آنے والی سرخی ملاحظہ کر رہا تھا۔

"کیوں تم بے شرم ہو گیا؟؟ہمارے زمانے میں تو لڑکیاں اپنے ساس سسر سے شرما شرما کے دھری ہو جاتی تھی ۔اور ایک اسکو دیکھ لو کیسے دیدے پھاڑ پھاڑ اپنے ہونے والے میاں کو دیکھ رہی ہے ۔نظر لگانی ہے کیا ۔؟؟"بی جان نے بھی لقمہ دیا تھا ۔سب ہنس دئیے تھے سوائے رباب اور ارتضی کے ۔رباب غصے سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

"دراصل آنٹی مجھے انکل سے کچھ کام تھا تو اسلیے آیا ہوں میں تو ماما نے آتے وقت یہ کچھ چیزیں بھیج دیں تھیں ۔"ارتضی نے اپنے آنے کی وجہ بتائی تھی۔

"ارے ارے جب مرضی آؤ بیٹا ۔ہم لوگ تو یوں ہی مذاق کر رہے تھے۔تمہارا اپنا گھر ہے ۔"بلقیس بیگم نے ارتضی کی وضاحت پہ کہا تھا تو ارتضی ہولے سے ہنس دیا ۔

عناب آج پورے دو ہفتوں کے بعد آفس آگئی تھی۔یہاں زندگی رواں دواں تھی ۔ہر کوئی مصروف تھا۔کوئی کمپیوٹر پہ کھٹر پٹر کر رہا تھا تو کوئی فائل اٹھائے بھاگ رہا تھا۔کوئی فون پہ کسی کو ڈانٹتا ہوا ہدایات جاری کر رہا تھا۔غرض یہ کہ ہر کوئی اپنی زندگی میں الجھا ہوا تھا۔عناب ایک بار تو یہ سب دیکھ کے چکرا گئی تھی جیسے پہلی بار آفس آئی تھی۔مگر پھر پیچھے سے آتی دیبا نے اسکو کہنی مار کے حاظر کیا تھا اور اسکو لئے اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئی ۔ابھی وہ لوگ کیبن میں آئے کام دیکھ رہی تھیں جب دروازہ کھلا تو زریان ہنستا مسکراتا پھولوں کا گلدستہ لے کے اندر آن پہنچا تھا۔

"خوش آمدید مرحبا پرنسز۔"زریان نے آگے جھکتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا تھا۔دیبا سمیت عناب مسکرا اٹھیں تھیں ۔

"شکریہ ۔زریان بس کرو اب کیا پوری دکان کھولو گے میرے لیے پھولوں کی ۔"عناب نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"اف تمہارے لیے تو پھولوں کی دکان بھی حاظر ہے جناب ۔"زریان نے عناب کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"بائے دا وائے پھول بہت خوبصورت ہیں ۔" عناب نے پھولوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔ یہ منظر کیبن کے اس پار کسی نے یہ منظر دیکھا تو شدید ناگوار گزارا تھا۔ اگلے پل ہی وہ دروازہ دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ سب نے آنے والے کے جارحانہ انداز کو دیکھا تھا۔

"یہ آفس ہے مطلب کہ کام کی جگہ ۔یہاں گپ شپ صرف لنچ بریک میں ہی کی جا سکتی ہیں میرے خیال میں ۔مگر یہاں تو سرے عام بے تکلفی کے مظاہرے ہو رہے ہیں ۔" آرب نے ترش لہجے میں کہا تھا۔ اور نظر سر جھکائے کھڑی عناب پہ گاڑھ دی تھیں ۔ اسکے ہاتھ میں پکڑے پھول ہی آرب کو غصے دلانے کی وجہ بنے تھے۔

"زریان آپکو آفس جوائن کئے بہت کم عرصے ہوا ہے تو اپنی توجہ کام پہ رکھیں آپکے لیے بہتر ہو گا۔ اور دیبا آپ کے پاس آدھا گھنٹہ ہے مجھے الحمرا کی فائل پہنچ جائے ۔ مس عناب آپ میرے آفس میں تشریف لائے ۔" آرب نے تینوں کو باری باری حکم نامہ جاری کیا تھا۔ اور جیسے آندھی طوفان بنا آیا تھا ویسے ہی نکل گیا تھا۔

غصے سے آفس کا دروازہ کھول کے داخل ہوا ۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور پاس پڑا پانی کا گلاس منہ کو لگایا ۔ہاتھ مار کے گلوب کو سائیڈ پہ رکھا اور پاس پڑا لیپ ٹاپ بیگ سے نکال کے سامنے پٹخنے کے انداز میں رکھا تھا اور کرسی پہ بیٹھ کے اسکو اون کرنے لگ گیا تھا۔چہرہ پہ اس وقت تناؤ تھا ۔لب بھینچے ہوئے تھے۔ایک سیکنڈ کے لیے گھڑی پہ وقت دیکھا۔

"یا وحشت ۔"اور وہ بڑبڑایا تھا۔

تبھی دروازہ دھکیلا کے عناب اندر داخل ہونی کے لیے اجازت لینے کے لیے منہ کھول رہی تھی جب آرب نے شدید غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"واٹ دا ہیل ۔"اور سختی سے عناب کو گھورا اور بولا تھا کہ اجازت طلب کرتی ہوئی عناب کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے ۔

"کم مس عناب جمشید۔"آرب کے الفاظ سن کے عناب منہ بند کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔

"پہلے تو آپکی آمد کا شکریہ مس عناب جمشید۔آپ نے ہمیں اس قابل جانا اوریہاں تشریف لائیں ۔اب رشتے داریاں نبھانے سے وقت نکال کے کچھ وقت آفس کے کام پہ بھی لگا دیں ۔"آرب نے لفظ چبا کے ادا کئے تھے ۔آواز بلند تھی۔ادھر آرب کی آواز بلند ہوئی اور عناب نے سر اٹھا کے آرب کا غصیلا روپ دیکھا تو اسکی آنکھوں میں ننھے قطرے چمک اٹھے تھے ۔آرب نے بھی عناب کو دیکھا تو اپنی آواز اور رویے پہ بے اختیار خود کو کوس ڈالا تھا۔

گلاس میں پانی ڈال کے عناب کی طرف بڑھایا ۔اور خود کو پرسکون کرنے کو لمبی سانس لی تھی۔عناب نے گلاس کو چھوا تک نہ تھا ۔سر جھکا ہوا تھا۔جب آرب کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی۔

"پانی پیو عناب ۔"آرب نے کہا تھا تو عناب نے ڈرتے ہوئے بنا ایک پل کی تاخیر کئے گلاس اٹھا کے منہ سے لگا لیا تھا۔آرب اسکے تاثرات دیکھ رہا تھا کتنا ڈر گئی تھی وہ اس سے ۔اس سے پہلے کہ وہ ایک گھونٹ میں سارا پانی پی لیتی آرب نے ہاتھ بڑھا کے عناب سے گلاس جھپٹا تھا۔جس پہ اسکے

گرفت مضبوط تھی جسکا مطلب تھا کہ عناب کو پانی کی طلب نہیں تھی صرف آرب کے ڈر کی وجہ سے پی رہی تھی ۔آرب نے اسکو کبھی خود سے ڈرانا نہ چاہا تھا ۔اسکے ڈر پہ اب آرب نے زیر لب خود کو گالی سے نوازا تھا۔اور ٹشو باکس سے ٹشو نکال کے عناب کی طرف بڑھا تھا ۔

"ریلیکس عناب۔میری طرف دیکھو میں ایک انسان ہی ہوں ۔تمہاری طرح کا ہی ۔کوئی خونخوار نہیں ہوں جو تم یوں ڈر رہو ہو۔پلیز ریلیکس ۔"آرب کا لہجے اب شہد جیسا میٹھا اور نرم تھا۔

"کیسی طبیعت ہے اب ؟اگر تم چاہوں تو کچھ دیر اور ریسٹ کر سکتی ہو۔"آرب نے خود پہ کنٹرول کرتی عناب کا دھیان بٹانے کو بولا تھا جو تڑپ کے اسکی بات کے جواب میں بولی تھی۔

"تاکہ آپ پھر فون کر کے مجھے میری کوتاہی کا احساس دلائے ۔اور طنز کے تیر اچھالے ۔آپ خوامخواہ مجھ پہ غصے کیوں کرنے لگ جاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں کہ ڈرتی کیوں ہو میں کونسا خونخوار ہوں ۔تو اور کیا ہیں پھر ۔"عناب اسکے نرم پڑنے پہ گویا ہوئی تھی۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں خونخوار ہوں ۔" آرب نے پوچھا تھا۔

"یہ تو نہیں کہا میں نے ۔بس آپکو غصہ کرنے کا موقع چاہئیے ہوتا ہے ۔" عناب نے کہا تھا۔

"ہاں تو تم مجھے غصہ کرنے کا موقع کیوں دیتی ہو ۔پہلے وہ پھولوں والی بات ۔اور اوپر سے میرے تحفے کی بے وقعتی ۔زریان کے پھول تو بہت پسند آتے ہیں ۔" آرب کو پھر یاد آگیا تھا۔عناب کو غصہ آیا۔

"ہاں کیونکہ اسکی فلورز میں چوائس بہترین ہے۔" عناب کو بھی غصے آیا تو منہ میں آیا وہ بول دیا ۔زندگی میں پیار اور توجہ اسکو پچھلے پانچ چھ ماہ میں نصیب ہوئی تھی وہ آج سے پہلے نہ ملی تھی ۔دیبا جیسی دوست بھی ایک تحفہ تھی جو ہر وقت عناب جی ٹیوننگ میں لگی رہتی تھی اسلئے اب وہ پہلے سے پر اعتماد ہو گئی تھی ۔کچھ ارباز نے اسکی برین واشنگ میں سارا وقت گزارا تھا۔

"افف خدایا تم مجھے کہہ رہی ہو کہ پھولوں میں میرا ٹیسٹ اچھا نہیں ہے ؟؟تمہیں اندازہ بھی ہے کہ وہ سب سے مہنگے پھول تھے دوبئی کے ۔" آرب

کو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔عناب کی بات پہ وہ چیخا تھا۔جو اسکی کئی ہزار درہم کے پھولوں کو رد کر رہی تھی ۔

"جس دن آپ چیزوں یا تحفوں کو دولت کے ترازو میں تولنا چھوڑ دے گے تو یقین جانیں خود آپکو احساس ہو جائے گا کہ کونسا چیز دوسروں کو خوشی دے گی ۔"عناب نے چڑ کے کہا تھا۔

مس عناب جمشید میں جب بھی کسی کو کچھ دیتا ہوں وہ بیش قیمت اور انوکھی چیز ہی ہوتی ہے ۔مگر یہ بات آپکی سوچ سے بالاتر ہے ۔"آرب نے اس سر پھری کو دیکھ کے کہا تھا۔عناب کو اسکی خود پسندی بھائی نہ تھی۔

"کبھی کبھی ناں مجھے لگتا ہے کہ آپ بھی ہمارے گاؤں والے ملکوں میں سے ہی ہو ۔"آرب نے ناک چڑھا کے کہا تھا۔

"فار گاڈ سیک اب تم اپنا ملک نامہ نہ شروع کر دینا ۔"آرب کا موڈ اب خراب ہو چکا تھا۔

"اب آپ جا سکتی ہیں ۔آپکا بہت شکریہ میرا موڈ خراب کرنے کا۔"آرب نے کہا تھا ۔عناب آزادی کا پروانہ ملتے ہی اٹھ گئی تھی ۔ تبھی حماد اندر داخل ہوا تھا ۔

"حماد سارے آفس کی صفائی کروادو دوبارہ ۔مجھے اپنے آفس میں کوئی پھول نظر نہ آئے ورنہ میں خود اٹھا کے ڈسٹ بن میں پھینکوں گا ۔"آرب نے عناب کو سناتے ہوئے کہا تھا۔دروازہ کھولتی ہوئی عناب کا منہ آہ کی شیپ میں کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"مس عناب اب کیوں سکتہ طاری ہو گیا ہے ۔گو بیک ٹو ورک ۔"آرب نے عناب کی حالت ملاحظہ کرتے ہوئے کہا تھا تو عناب جھٹ باہر نکل گئی تھی اور حماد اب باس کے اس عجیب و غریب آرڈر پہ ہونق سا کھڑا تھا۔

"Hammad where is lara??

آرب نے لیپ ٹاپ پہ تیزی سے ای میل ٹائپ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔آج لارا آفس نہیں آئی تھی۔

"سر لارا کو آج صبح ایمرجنسی میں سڈنی واپس جانا پڑا ہے۔ اسکی مدر ہاسپٹلائزڈ ہیں۔ اب وہ ایک ویک تک تو واپس نہیں آپائے گی۔ اس مسئلے کے حل کے لیے میں آپکے پاس آیا تھا۔ تب تک ہم کسی کو عارضی طور پہ ہائر کر لیتے ہیں۔" حماد نے کہا تھا۔

"ہم ٹھیک ہے۔" آرب نے مصروف انداز میں کہا تھا۔ حماد واپس جانے کو مڑا تھا۔ تبھی آرب کے ذہن میں بجلی کی سی تیزی سے ایک خیال کوندا تھا۔

"ویٹ حماد۔ لارا کو آپ ایک منتھ کی چھٹی دے دیں۔ انکو بولیں کہ وہ کسی قسم کی فکر مت کریں۔ انکی سیلری انکے اکاؤنٹ میں بھیج دیں۔ اور اس پوسٹ پہ ہمارے ساتھ تب تک مس عناب کام کریں گی۔" آرب نے منٹوں میں فیصلہ کیا تھا۔

"واٹ۔ سر مگر وہ کیسے؟؟" حماد الجھا تھا۔ یہ کام اور عناب۔ دونوں بہت مختلف چیزیں تھیں۔

"اٹس فائنل ۔گو ناؤ اینڈ انفارم مس عناب ۔"آرب نے حتمی انداز میں کہا تھا۔پتہ نہیں کیا تھا اس فیصلے کے بعد وہ مطمئن سا محفوظ کر رہا تھا۔

۔

ابھی ارتضی کو آئے ہوئے زیادہ وقت نہیں ہوا ہو گا جب میسج ٹون بجی تھی اسکے موبائل کی ۔اسنے موبائل اٹھا کے میسج چیک کیا تھا۔

"رولمنبر ٹوئنٹی ٹو ہوں میں ۔بات کرنی ہے آپ سے ۔"رباب کا میسج آیا تھا۔

"نہ بھی بتاتی آپ تو بھی پتہ لگ جانا تھا۔"ارتضی منہ میں بڑبڑایا۔

"فرمائیں ۔"ارتضی کے یک لفظی جواب پہ رباب سلگ گئی تھی ۔

"آپ زرا یہ ملک ہاؤس کے چکر کم کر دیں آجکل ۔مہربانی ہو گی ۔"رباب سیدھی بات پہ آئی تھی۔آج والا مذاق وہ آنے والے دنوں میں نہیں چاہتی تھی تو بنا سوچے سمجھے میسج کر دیا جذبات میں آ کے ۔

"اچھاااا۔میں وہاں ہرگز آپکے درشن کے لیے نہیں آیا تھا۔" ارتضی نے اپنا غصے دباتے ہوئے موبائل پہ انگلیاں زور زور سے مارتے ہوئے لکھا تھا

۔

"مجھے ایسی کوئی آرزو ہے بھی نہیں۔" رباب نے گھورتے ہوئے میسج پڑھ کے جواب لکھا۔

"رکھیں گا بھی مت۔کیونکہ پوری نہیں ہونے والی۔" ارتضی نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا تھا۔

"آپ۔ سمجھتے کیا ہیں خود کو آخر۔آخر اس شادی کے پیچھے آپکے مقاصد کیا ہیں؟؟" رباب کا سی آئی ڈی دماغ ایکٹیوٹ ہو چکا تھا۔

"نہ تو تم بل گیٹس ہو جو میں تمہاری دولت ہڑپنا چاہتا ہوں۔نہ کوئی اتنی ذہین فطین جیسے کی ریسرچز میں چرانا چاہتا ہوں۔ایک خالی لمبی زبان ہی ہے آپکے پاس۔جسکی مجھے طلب ہرگز نہیں۔تو اپنا دماغ ان مقاصد والی گھٹیا پہیلی میں مت الجھائیں۔" ارتضی نے اسکی عقل پہ ماتم کیا تھا۔

"ہاں جی وہ کیوں چاہیے ہو گئ بھلا آپکو ۔آپکے پاس خود کی موجود ہے ۔"رباب بھی پھر رباب تھی ۔ارتضی کو اسکے لفظ ہی واپس لٹائے تھے ۔

"رولمز ٹوئنٹی ٹو ۔"ارتضی میسج پڑھ کے زور سے چلایا تھا تو جواب میں بھی یہ ہی ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا ۔رباب اسکے تاثرات کا سوچ کے محفوظ ہوئی ۔اسکو چڑانا اسکا اصل مقصد تھا جو اب پورا ہو گیا تھا۔اب وہ موبائل رکھ کے سونے کی تیاریوں میں لگ گئی تھی تب دو منٹ بعد اسکی میسج ٹون بجی تھی ۔

"مقاصد پوچھے تھے ناں مس رباب مجتبی ملک ۔تو تھوڑا صبر کر لیجئے ۔ٹھیک دو دن بھی جب میرے نام ہو کے میرے ہی پہلو میں سج سنور کے بیٹھی ہوں گی ناں تو اس تنہائی میں سب مقاصد بتا اور سمجھا دونگا۔۔مسز ٹوبی ۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ ۔۔۔"ارتضی کا میسج رباب کے چھکے چھوڑا گیا تھا۔اب رباب ارتضی کو چھیڑ کے برا پھنسی تھی۔جواب دینے کی بجائے موبائل ہی بند کر کے سائیڈ پہ رکھ دیا تھا۔

دوسری طرف سے اب جواب کی بجائے ارتضی کو سو فیصد خاموشی کا یقین تھا۔ہوا بھی یوں ہی تھا۔تو اب وہ بھی مطمئن سا سونے کی تیاری کرنے لگا تھا۔

--

آفس سے نکلنے لگا تو آرب کا موبائل بج اٹھا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے جسٹن؟؟"آرب نے نمبر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"سر آپکی توقع کے مطابق سارا کام ہو رہا ہے۔میں اسکی ہر حرکت پہ نظر رکھے ہوئے ہوں۔ثبوت بھی اکٹھے ہو رہے ہیں۔"جسٹن نے کہا تھا۔

"گڈ ورک۔مجھے ہر حال میں اس بار کام چاہئیے ہے۔"آرب نے کہا تھا۔

"یس سر ڈونٹ وری۔"جسٹن کی آواز ابھری تھی۔

"کل وہ فلیٹ چھوڑ دے گا اور ہوٹل میں سٹے کرے گا۔اسکی میٹنگ کلائنٹ کے ساتھ کل دن کے تین بجے شروع ہو گی۔اسکے بعد وہ اپنی دل

لگی کا ساماں پیدا کرے گا ۔وہ بہترین موقع ہو گا ۔"آرب نے جسٹن کو الرٹ کرنا چاہا تھا۔

"آپکے پلان کے مطابق ہی کام ہو گا سر ۔"جسٹن نے کہا تھا۔

"اگر اسکا عین موقع پہ پلان چینج بھی ہو گیا تو جسٹن گھبرانا نہیں ۔پلان بی بھی تیار ہے ہمارا ۔تم اس پہ کام سٹارٹ کر دینا ۔بس کسی حال میں ہار نہیں ماننی ۔"آرب نے اگلا ہدایت نامہ جاری کیا تھا۔

"سر آپکی سپورٹ ہے جب تک سب ٹھیک ہو جائے گا ۔"جسٹن نے ایک عزم سے کہا تھا۔

"بس اس بار وہ شکنجے سے نکلنے نہ پائے ۔ہر طرف جال پھیلا کے اسکو شکار کرنا ہے ۔جہاں اسکی پلاننگ ختم ہوتی ہے وہاں سے ہماری شروع ہوتی ہے ۔"آرب نے کہا تھا۔اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا تھا۔

۔

آج کا دن طلوع ہو چکا تھا ۔ملک ہاوس میں آج سورج نے انگڑائی لی تو ہر طرف افراتفری مچ گئی تھی ۔ہر کوئی بوکھلایا کام کر رہا تھا۔بی جان کو ہر کام پرفیکٹ چاہئیے تھا۔آرب کا فون بھی سورج طلوع ہوتے ہی آگیا تھا۔وہ ویڈیو کال پہ ایک ایک موومنٹ انجوائے کرنا چاہ رہا تھا۔

سجاوٹ والے اپنا کام کر رہے تھے ۔کوئی کپڑے لیے اندر جا رہا تھا کوئی باہر کچن کی طرف لپک رہا تھا ۔کوئی بلقیس بیگم کی نصیحت پہ رباب کے سسرالیوں کے لیے لئے گئے تحفے پیک کر رہا تھا تو کوئی بی جان کے حکم پہ رباب کے لیے لوازمات لا رہا تھا۔

رباب کو مہندی لگانے والی آگئی تھی وہ منہ کے زاویے بگاڑتے اسکے آگے بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ یہ بی جان کا حکم تھا۔مجتبیٰ ملک نے باہر کے انتظامات سنبھالے ہوئے تھے۔وہ خدا کا شکر کرتے نہ تھک رہے تھے ارتضی کی شکل میں ایک تابعدار اور نیک لڑکا انکا داماد بننے جا رہا تھا۔

ہر کوئی خوش تھا سوائے ایک رباب کے۔وہ من میں وسوسے اور خدشات لئے بیزار بیٹھی تھی۔

زیادہ لوگوں کو نہیں بلایا گیا تھا رباب نے سختی سے منع کر دیا تھا۔آرب نے سب کو سمجھا دیا تھا کہ جیسا رباب کہہ رہی ہے ویسا ہی کریں ۔

آرب نے طے کیا تھا جب وہ پاکستان آئے گا تب اپنی بہن اور دوست کی شادی کی خوشی میں ایک گرینڈ فنکشن رکھے گا تاکہ اسکے دل میں کوئی ارمان نہ رہ جائے ۔

۔

ابھی وہ آفس میں ہی بیٹھا ہوا تھا ۔عناب اندر داخل ہوئی تھی۔

آرب ایک طرف آفس میں رکھے صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا ۔سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا ایک طرف فائلز پڑی تھی مگر نظریں سکرین پہ تھیں اور چہرے پہ مسکان تھی۔

"ہینڈسم بتاؤ زرا میرا ڈریس کیسا لگ رہا ہے ؟؟؟"لیپ ٹاپ سے کھنکتی نسوانی آواز اندر آتی عناب کے کانوں میں پڑی تھی ۔

"بیوٹیفل لائک یو مائے سویٹ ہارٹ ۔" آرب بھی آنکھوں میں پیار سموئے بولا تھا۔ عناب کو لگا کہ وہ غلط وقت پہ آگئی ہے تو لب بھینچتے واپس مڑی تھی تبھی آرب نے اسکو مڑتے دیکھا ۔

"ویٹ ۔" آرب نے اسکو روکا تھا۔

"میں بعد میں آجاتی ہوں ۔آپ بات کر لیں ۔" عناب نے معصومیت سے کہا تھا۔ اسکو عجیب سے جھجک آرہی تھی سویٹ ہارٹ اور ہینڈسم جیسے الفاظ سن کے ۔دونوں کتنے فرینک تھے ایک دوسرے سے ۔

"ماڈرن لوگ ،ماڈرن زمانہ ۔مجھے کیا بھلا ۔میری بلا سے ۔گرل فرینڈ ہی ہو گی ۔" عناب محض سوچ سکی تھی۔وہ حماد کی سیکرٹری والی بات سن کے انکاری تھی حماد نے سفید جھنڈی دیکھائی تو اب وہ آرب سے بات کرنے آئی تھی ۔

"اور یہاں یہ موصوف عشق فرمانے میں مصروف ہیں ۔لوگوں کو اپنی نوکریوں کی پڑی ہوئی ہے ۔" عناب نے تلخی سے سوچا تھا۔آرب نے اس سے کچھ کہا تھا مگر وہ صرف اسکے ہلتے لب دیکھ سکی خود تو حساب کتاب میں

مصروف کھڑی تھی ۔ تبھی ہوش میں آئی تو آرب پھر لیپ ٹاپ والی "گرل "یا پتہ نہیں "گرل فرینڈ" سے مخاطب تھا۔

"اوکے سویٹ ہارٹ میں بعد میں بات کرتی ہوں ابھی کام ہے ۔ لویو مائے پرنسز۔" آرب کی طرف سے ایک بار پھر اظہار کیا گیا تھا۔ عناب تو پانی پانی ہو گئی تھی ۔ حیا سے اسکے سفید گال دہک اٹھے تھے ۔

"لویو ٹو مائے پرنس ۔" دوسری طرف سے بھی آواز ابھری تھی ۔ شہد رنگ میچی ہوئی گول آنکھیں کھلی تھی اس جواب پہ ۔ اس سے زیادہ عناب نہ سن سکتی تھی وہ واپس مڑی تھی۔

"توبہ ایسی بھی کیا بے شرمی ۔" وہ اپنی سوچوں میں غلطاں یہاں سے بھاگی ۔

"عناب رکیں ۔ اب کہاں جا رہی ہیں ؟؟ بولیں کیا بات ہے ۔" آرب جو اسکی خاطر اپنی اتنی اہم کال بند کر رہا تھا اسکو واپس جاتا دیکھ کے بولا تھا۔

"نہیں آپ بات کر لیں اپنی گرل ۔۔۔" عناب روانی سے بولتی بولتی رک گئی تھی۔

"کیا گرل ؟؟" آرب نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔

"نہیں میں کہہ رہی تھی کہ آپ کر لیں بات تب تک ہم باہر گرل ۔گرل کچن ۔۔ہاں گرل چکن کی پارٹی کرنے کا سوچ رہے تھے ہم سب ۔۔تو وہ میں ڈسکس کر کے آتی ہوں ۔" عناب نے بوکھلاتے ہوئے کہا تھا۔

"جو کام کرنے آئی تھی وہ کر لیں پہلے ۔میں کال بند کر چکا ہوں ۔اور میں اپنی گرل فرینڈ بقول آپکے "گرل کچن" سے بات نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی سویٹ ہارٹ سے بات کر رہا تھا۔" آرب نے اسکی بوکھلاہٹ انجوائے کرتے ہوئے رازدانہ انداز میں بتایا تھا۔عناب نے ہراساں سا ہو کے سانس لیا تھا۔

"خیر مجھے کیا جس کسی سے بھی کر رہے تھے ۔میں یہ بتانے آئی تھی کہ مجھے سیکرٹری والی جاب نہیں کرنی ہے تو آپ کسی مناسب کو ڈھونڈ لیں ۔" عناب نے اصل بات کی تھی ۔آرب اسکے کالے اسکارف کے ہالے میں چھپے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا اسکے انکار پہ آرب کے چہرے سے نرمی والا تاثر غائب ہوا تھا۔

"کیوں وجہ پوچھ سکتا ہوں ؟؟" آرب نے پوچھا تھا۔

"میں خود کو اس نوکری کے لیے مناسب نہیں سمجھتی ۔" عناب نے جھٹ کہا تھا۔

"کیوں آپکے پیر نہیں ہیں کیا ؟؟ دو ہاتھ نہیں ہیں کیا ؟؟ بولنے کے لیے زبان نہیں پاس کیا ؟؟ زبان تو خیر آجکل آپکی خاصی تیزی پکڑ چکی ہے ۔" آرب نے طنز کیا تھا۔

"خدا نہ کرے ۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ۔۔" عناب نے جھرجھری لی تھی ۔

"کیسی باتیں کر رہا ہوں میں اب ؟ کچھ دیر پہلے کی جانے والی باتوں پہ بھی آپکو اعتراض تھا ۔ اب ان باتوں پہ بھی ۔ وہ تو شکر میں وقت پہ کال بند کر دی تھی ورنہ تم نے بے ہوش ہو جانا تھا۔" آرب نے کچھ دیر پہلے والی بات کا حوالہ دیا تھا۔

"وہ تو مجھے پتہ چل گیا تھا اب اتنی بھولی بھی نہیں ۔آپ اپنی گرل فرینڈ سے ہی بات کر رہے تھے ۔"عناب نے ہمت کرتے ہوئے بول دیا تھا ۔ایسے تو ایسے ہی سہی ۔خود اپنے پول کھلوانا چاہ رہا تھا ۔

"ہاں بھولپن کا اندازہ باخوبی ہو رہا ہے ۔"آرب نے اسکے چہرے پہ کچھ کھوجتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔

"مم۔میں یہ نوکری نہیں کروں گی بھلے ہی میرے پاس ٹانگیں کان ،ناک ،ہاتھ سمیت سب کچھ ہے ۔"عناب نے آرب کے رویے میں الجھتے ہوئے بھونڈے انداز میں کہا تھا۔

"ہاں مگر عقل نہیں ہے بس ۔کچھ بھی سمجھنے کی ۔کیا واقعی ہی تمہیں لگتا ہے کہ وہ میری گرل فرینڈ تھی ۔"آرب ابھی بھی اسی کھوئی ہوئی کیفیت میں بولا تھا۔

"بولو اب ۔"عناب کو خاموش پا کے سوال آیا تھا۔لہجہ اب تپش دیتا ہوا تھا۔جس سے عناب کے گال دہک اٹھے تھے ۔

"مم۔بب۔۔بس یہ ہی بتانے آئی تھی جو بھی ہو میں سیکرٹری پوسٹ پہ جاب نہیں کر سکتی۔۔"عناب منمنائی۔اور باہر کو لپکی۔

"میری بھی سن لو۔یہ کام تم ہی کروگے ہر حال میں۔کل تم مجھے تم اس ڈیوٹی کے لیے ریڈی ملو آفس میں۔"آرب نے حکم جھاڑا تھا۔اور عناب جلتی بھنتی باہر نکلتی گئی تھی۔

(جاری ہے)

انشاءاللہ گلی قسط اگلی بدھ کو شائع ہوگی کلاسک اردو میڑیل پر۔